بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر (انچارج شعبہ تصنیف)

مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 04۔ ماہ شہادت 1397 ہجری شمسی بمطابق اپریل 2018ء

قرآن کریم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (آل عمران: 103)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ (ترجمہ از۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث مبارکہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡعَبۡدَ التَّقِیَّ الۡغَنِیَّ الۡخَفِیَّ" اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار رہو، بے نیاز ہو، گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو"۔

(مسلم کتاب الزھد و الرقاق)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ وہی اصل متقی ہوتے ہیں (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں) اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ: 62) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (الاعراف: 197) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے۔ جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔ خدا کی رحمت کے سرچشمہ سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ جیسے اس انسان کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی پھر خدا کا قدم بڑھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 681-680۔ ایڈیشن 2003 انڈیا)

"جب تک انسان تقویٰ میں ایسا نہ ہو جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا پڑے اس وقت تک کچھ نہیں ہوتا۔ جس قدر زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ بھی توجہ فرماتا ہے۔ اگر یہ اپنی توجہ معمولی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی معمولی توجہ رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 647۔ ایڈیشن 2003 انڈیا)

مشعل راہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سورۃ آل عمران کی آیات 103 کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں ایک حقیقی مومن کی حالت بیان کی گئی ہے۔ ایک حقیقی مومن کو تقویٰ کی تمام شرائط کو پورا کرنے والا ہونا چاہیئے اور تقویٰ کا حق یا اس کی تمام شرائط کیا ہیں؟ اس کی جو وضاحت ہمیں قرآن کریم سے ملتی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام حقوق اور بندوں کے تمام حقوق کا خیال رکھنا، ہر قسم کی نیکی کو بجالانے کے لئے تیار رہنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو زندگی کے آخری لمحات تک بجالانے کی کوشش کرنا۔ اللہ اور رسول نے جو حکم دیئے ہیں، جو باتیں کی ہیں، جو پیشگوئیاں کی ہیں ان پر ایمان لانا اور ان پر یقین کامل رکھنا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ صرف مسلمان کا نام اپنے ساتھ لگانا یا اپنے آپ کو مسلمان کہنا ایمان لانے والوں میں شمار نہیں کرواتا۔ بلکہ یہ عمل ہے اور مسلسل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہے اور اس کے رسول ﷺ کے اسوہ پر چلنا ہے جو تقویٰ کی شرائط کو پورا کرنے والا بنا سکتا ہے اور حقیقی مسلمان بھی وہی کہلاتا ہے جو یہ عمل کرنے والا ہو۔۔۔

پس اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنا، اس کے نشانات کو دیکھ کر ان پر غور کرنا، اس کے رسول نے جو تقویٰ کے راستے بتائے ہیں ان پر چلنا، ظلموں اور زیادتیوں میں اپنے آپ کو شامل ہونے سے بچانا، اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا، یہ ہے ایک حقیقی مسلمان کی حالت۔ ورنہ ایمان لانے کا دعویٰ صرف دعویٰ ہے جو تقویٰ سے خالی ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 10 مئی 2013 تا 16 مئی 2013۔ صفحہ 5)

تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

قسط ہفتم

احمدیہ مسجد برلن کے لئے عظیم الشان مالی قربانیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک اور لجنہ اماء اللہ ہندوستان کا والہانہ لبیک

نوٹ: جماعت جرمنی میں قائم تدوین تاریخ احمدیت کمیٹی تاریخ احمدیت جرمنی مرتب کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اَور ورق قارئین کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش ہے کہ اگر کسی دوست کے علم میں اس بارہ میں مزید معلومات ہوں یا کوئی امر تصیح طلب ہو تو کمیٹی کو مطلع فرمائیں، قارئین کی آراء ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہوں گی اور کمیٹی اس کے لئے ممنون بھی ہوگی۔ اس مضمون کے لئے بنیادی مواد مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب سیکرٹری کمیٹی نے مہیا کیا جسے مرتب کرنے کے بعد ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (صدر کمیٹی)

جرمنی کے ابتدائی دو مربیان سلسلہ کا تعارف، ان کی قربانیوں اور کاوشوں نیز مسجد احمدیہ برلن کے سنگ بنیاد کا ذکر گزر چکا ہے۔ اب اُن عظیم الشان اور بے مثال مالی قربانیوں کا ذکر کیا جائے گا جو اُس وقت احباب جماعت نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کیں۔ ان قربانیوں کا تذکرہ جماعتی اخبارات میں موجود ہے اور اسی حوالہ سے اسے اس موقع پر' گاہے گاہے بازخواں ایں قصہ پارینہ را' کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضورؓ نے مسجد برلن کے لئے چندہ کی باقاعدہ تحریک کرتے ہوئے 02رفروری 1923ء کے خطبہ جمعہ میں تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد بعض تمہیدی امور بیان کر کے فرمایا:

''میں نے سوچنے اور غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ جرمن میں جو مسجد بننے والی ہے، وہ عورتوں کے چندہ سے بنے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سی عورتوں کی ذاتی جائیداد نہیں ہوگی لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ عورتوں کی مالی بنیاد زیوارت پر ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ مرد کا دخل آمدنی میں ہوتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مردوں میں سے اکثروں کے پاس بوجہ ان کی ذمہ داریوں کے مال نہیں ہوتا۔ لیکن عورتوں کے پاس زیور کی صورت میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قحط کے دنوں میں مرد عورتوں سے کچھ لے کر گزارہ کرتے ہیں۔ اس لئے یہ نہ کوئی خیال کرے کہ عورتوں کے پاس کہاں سے مال آئے گا، آخر وہ ہم سے ہی لیں گی۔

عورتیں اپنے زیورات وغیرہ سے چندہ دے سکتی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی کے پاس زیادہ ہو اور کسی کے پاس تھوڑا ہو۔ خدا کے حضور تھوڑے بہت کا سوال نہیں، اس کے حضور تو اخلاص کا سوال ہے۔ پس میرا یہ منشا ہے کہ جرمن میں مسجد عورتوں کے چندہ سے بنے کیونکہ یورپ میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم میں عورت جانور کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ معلوم ہوگا کہ اس وقت اس شہر میں جو دنیا کا مرکز بن رہا ہے۔ اس میں مسلمان عورتوں نے جرمن کے نومسلم بھائیوں کے لئے مسجد تیار کرائی ہے تو یورپ کے لوگ اپنے اس خیال کی وجہ سے جو مسلمان عورتوں کے متعلق ہے، کس قدر شرمندہ اور حیران ہوں گے اور جب وہ مسجد کے پاس سے گزریں گے تو ان پر ایک موت طاری ہوگی اور مسجد باآواز بلند ہر وقت پکارے گی کہ پادری جھوٹ بولتے ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ عورت کی اسلام میں کچھ حیثیت نہیں۔ وہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک میں عورتیں بالکل جانور ہیں۔ اور ان کو جانور ہی سمجھا جاتا۔ اور یقین کیا جاتا ہے۔ مسلمان عورتوں کو جانور کی طرح سمجھتے ہیں۔

اب جب صرف عورتوں کے چندہ سے وہاں مسجد بنے گی تو ان کو یہ معلوم ہوگا کہ یہاں کی عورتوں کو تو یہ بھی علم ہے کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جو ایک بندے کی پرستش کرتے ہیں.................

مولوی مبارک علی صاحب نے ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ فن تعمیر کے ایک ماہر نے مسجد بنانے کے لئے سوا دو لاکھ روپے کا اندازہ لگایا تھا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ جس قوم نے ہمارے ملک میں مسجد بنانے کا ارادہ کیا ہے وہ کوئی بڑی مالدار قوم ہوگی۔ لیکن مولوی صاحب نے اسے کہا کہ اتنا روپیہ ہمارے پاس نہیں تو پھر اس نے پچاس ہزار روپیہ کا اندازہ لگایا۔ پانچ ہزار کی زمین اور 45 ہزار روپیہ عمارت پر خرچ آئے گا کیونکہ اس کا نقطہ خیال یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک بڑا شہر ہے اور امراء کا شہر ہے اس واسطے اس میں بڑی عمارت چاہیے کہ جس کا لوگوں پر اثر ہو اور لوگ اس کی طرف توجہ کر سکیں۔ معمولی عمارت کا ان لوگوں پر اثر نہیں ہوگا۔ وہ تو پھر ویسے ہی ہے جیسے ایک پختہ مکان ہو اور پھر اس میں کوئی حصہ کچی اینٹوں کا ہو تو وہ معیوب معلوم ہوگا۔ خیر اس کے اندازہ کے مطابق پچاس ہزار روپیہ سے مسجد کی عمارت قائم ہوسکتی ہے۔ جو صرف مسجد ہی نہیں ہوگی بلکہ اس میں مبلغین کی رہائش کے لئے بھی مکان ہوگا۔ یہ معاملہ مَیں تمام جماعت کی عورتوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ زمانہ مقابلہ کا ہے ولایت میں تو عورتیں وکالت اور ڈاکٹری کے امتحان تک مردوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ مردوں سے برابری بتانے کے لئے، آگے خواہ وہ کام نہ کر سکیں۔ خیر وہ تو اپنی عمر کو ضائع کرتی ہیں۔ لیکن ہم کو بھی ایک نیک مقابلہ کرنا چاہیے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اب عورتیں یورپ میں مسجد بنوائیں۔

پہلے لندن والی مسجد میں عورتوں کا دس ہزار چندہ تھا اور شریعت کے لحاظ سے مردوں سے عورتوں کا نصف چندہ ہونا چاہیے کیونکہ عورتوں کا حصہ شریعت نے نصف رکھا ہے۔ اس لئے اب عورتیں پچاس ہزار روپیہ چندہ مسجد احمدیہ برلن کے لئے تین ماہ کے اندر دے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی ہے کہ زار روس کا عصا چھینا گیا ہے اور وہ آپ کے ہاتھ میں دیا گیا ہے اور روس کا دروازہ برلن ہے اور اسی دروازہ کے ذریعہ سے روس فتح ہوسکتا ہے۔ یوں تو روس میں تبلیغ کرنا تو الگ رہا۔ اس میں ہمارا موجودہ حالات کی وجہ سے گھسنا ہی مشکل ہے۔ اس میں تبلیغ کا ذریعہ جرمن ہی ہے۔ جرمن کے ذریعہ ہم بڑی آسانی سے روس میں تبلیغ کر سکتے ہیں اور عورتوں کے ہاتھ سے اس اہم پیشگوئی کا پورا ہونا ان لوگوں پر بہت اثر کرے گا جو بعد میں آئیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ عورتوں میں بھی مردوں کی طرح بہت اخلاص ہے اور ادھر یورپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر مسلمان عورتوں میں اپنے مذہب کی اشاعت کا جوش ہے اور اس مسجد کی پیشانی پر جلی حروف میں لکھا جائے گا کہ احمدی خواتین کی طرف سے نومسلم بھائیوں کیلئے یہ مسجد بنائی گئی اور پھر دوسرے لوگوں کی بھی آنکھیں کھل جائیں گی اور پیغامیوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ احمدی خواتین ہی اس قدر چندہ دیتی ہیں جس قدر کہ وہ غیر لوگوں کے آگے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر جمع کرتے ہیں۔

پس ہر جگہ عورتوں کو بتایا جائے کہ وہ اس کام کے لئے چندہ دیں اور تمام اخبارات جو قادیان سے نکلتے ہیں اس کام کے لئے چندہ کے واسطے تحریک کریں اور میرا یہ خطبہ شائع کر دیں تاکہ تمام وہ لوگ جو ان اخباروں سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اپنے گھروں میں عورتوں کو بتائیں اور تحریک کریں کہ وہ تین ماہ کے اندر مسجد کے لئے چندہ دیں اور ہر جگہ مرد اپنی عورتوں کو یہ بات سنا دیں اور یہاں جن کی عورتیں جمعہ میں نہیں آئیں، وہ بھی اپنے گھروں میں اطلاع دیں اور اس کام کے لئے چندہ کے واسطے تحریک کریں۔

اور یہ کام میں نے اس انجمن کے سپرد کیا ہے جس کا نام میں نے لجنہ اماء اللہ رکھا ہے۔ ہندوستان میں ایک انجمن ہے جو اپنے آپ کو خادمانِ ہند بتاتے ہیں۔ ہم تو کسی خاص قوم کے خادم نہیں، ہم اللہ کے خادم اور غلام ہیں۔

''لجنہ اماء اللہ'' یعنی اللہ کی لونڈیوں کی انجمن۔ اس لئے میں نے یہ نام اس انجمن کا رکھا ہے اور ان کے سپرد یہ کام کیا ہے لیکن چونکہ خالی عورتیں اگر تحریک کرتیں تو ان کا اتنا اثر نہ ہوتا۔ اس لئے میں نے ان کی طرف سے یہ تحریک کی ہے۔ عورتیں یہ نہ سمجھ لیں کہ چندہ جمع کرنا خاص خاص عورتوں کا ہی کام ہے بلکہ ہر عورت کھڑی ہوجائے اور باقی بہنوں سے تین ماہ کے اندر چندہ جمع کرے۔

لندن کی مسجد کے لئے زمین تو خریدی جا چکی ہے لیکن چونکہ اس کی عمارت پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہونا تھا، اس لئے وہ فوراً نہ بنائی جا سکی لیکن برلن کی مسجد کے لئے ایسا نہ ہوگا بلکہ ارادہ ہے کہ ادھر روپیہ جمع ہو اور ادھر کام جاری کر دیا جائے چونکہ ہمیں یقین ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ اس لئے جوں ہی روپیہ جمع ہونا شروع ہوگا، فوراً عمارت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ میں اب خطبہ کے ذریعہ تمام احمدی عورتوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس کام کے لئے تین ماہ کے اندر پچاس ہزار روپیہ چندہ جمع کر دیں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ مردوں کا ایک پیسہ بھی اس کام میں نہیں لیا جائے گا۔ اگر کسی مرد کی طرف سے چندہ آ گیا تو وہ کسی اور مد کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ اس میں صرف عورتوں کا ہی روپیہ ہوگا تاکہ یہ مسجد ہمیشہ کے لئے عورتوں کی ہی یادگار رہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عورتوں کو اس کام کی توفیق عطا کرے[1]۔

یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس پیغام کا ذکر بھی ضروری ہے جو آپ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا اور رسالہ ''احمدی خاتون'' کے فروری 1923ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے چندہ کی تحریک کے ساتھ ساتھ خواتین کے جوش وخروش اور قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا ذکر بھی فرمایا۔ حضورؓ کا یہ پیغام آج بھی اُسی طرح پڑھنے کے لائق ہے جیسا کہ اُس وقت تھا بلکہ اِس دور میں جبکہ ہم ان قربانیوں کا ثمر کھا رہے ہیں، اِس پیغام کی شان وشوکت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

اعوذ باللہ مِنَ الشّیطان الرَّجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

تحریک برائے چندہ مسجد برلن

تمام بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہوگا کہ ہمارے عزیز بھائی ماسٹر مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی جو ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار کی معقول ملازمت چھوڑ کر تبلیغ اسلام کے لئے لنڈن گئے ہوئے تھے، وہ آج کل جرمن کے پایہ تخت برلن میں ہیں۔ ان کے جرمن جانے کی یہ وجہ ہوئی کہ مجھے مدت سے خیال تھا کہ اس جنگ کے بعد جو قومیں مغلوب ہوں گی، وہ ایسی حالت کو پہنچ جائیں گی کہ ان کو آرام وراحت کا ذریعہ سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اور کچھ نظر نہ آئے گا اور ان میں تبلیغ کرنے کے لئے یہ بہترین وقت ہوگا چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس کے بعد جنگ کے اثرات کے ماتحت روس میں ایسے تغیرات پیدا ہوگئے کہ اس کا تعلق بقیہ دنیا سے کٹ گیا اور جرمن کے ساتھ ان کے تعلقات مضبوط ہوگئے۔ اس سے میں نے خیال کیا کہ علاوہ اس کے کہ جرمنی اب اسلام کی تعلیم کو

[1] الفضل 8 فروری 1923ء صفحہ 5، 6

سننے کے لیے باقی یورپین قوموں سے زیادہ تیار ہے۔اس ملک میں تبلیغ کا مرکز بنانے سے روس میں تبلیغ کا راستہ بھی کھل جائے گا جس کے متعلق حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ پس ان خیالات سے متاثر ہوکر اور ضرورت وقت کومحسوس کر کے میں نے ماسٹر مبارک علی صاحب کو جرمن میں بھیجا تا کہ وہ وہاں کے حالات پر پورے طور پرغور کر کے رپورٹ کریں۔ ان کی رپورٹیں نہایت امید افزا ثابت ہوئیں بلکہ ان کوتواس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا ہے کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں فوراً ایک مسجد اور مکان بنایا جائے اور یہ کہ جس طرح ہو سکے، چھ ماہ کے لئے وہاں خود چلا جاؤں۔جس کے نتیجہ میں انہیں اس قدر جلد کامیابی کی امید ہے کہ قلیل عرصہ میں اہم تغیرات ہوسکتے ہیں۔ چونکہ میں یورپین زبانوں سے ناواقف ہوں اور چونکہ نو ماہ یا ایک سال تک مرکز سلسلہ سے باہر رہنا درست نہیں معلوم ہوتا بلکہ سردست ایسا نہ کرنے کے متعلق اشارات بھی ہوئے ہیں۔ان کی اس تجویز کوتوعمل میں نہیں لاسکا۔ لیکن ان کی اس درخواست کو کہ اس جگہ فوراً ایک مسجد اور سلسلہ کا ایک مکان بن جائے تو بہت کامیابی کی امید ہے نظرانداز کردینا میرے نزدیک سلسلہ کے مفاد کونقصان پہنچانے والا تھا، اس لئے میں نے اس کے متعلق ان کو تاکید کردی ہے کہ وہ فوراً زمین خرید لیں جو اندازاً پانچ ہزار روپیہ کوخرید لی گئی ہے یہ زمین مرکز شہر میں ہے اور ایک ایکٹر کے قریب ہے۔اس قدر زمین اتنے بڑے شہر کے آباد حصہ میں صرف جرمنی کی موجودہ غربت کی وجہ سے مل سکی ہے ورنہ یہ زمین دوسرے اوقات میں ایک لاکھ روپیہ کوبھی نہ مل سکتی۔

اب اس زمین پر مسجد اور مبلّغوں کے مکانات کی تعمیر کا سوال باقی ہے اوراس کے لیئے پینتالیس ہزار روپیہ کا کم سے کم اندازہ کیا جاتا ہے۔نقشہ مکان تیار ہورہا ہے اور اِرادہ ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ اپریل یا مئی میں مکان کی تعمیر شروع ہوجائے۔ جیسا کہ میرے خطبہ مطبوعہ الفضل اور دیگر ڈائریوں اور مضمونوں سے تمام بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہو چکا ہوگا، میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس مسجد اوراس کے متعلقہ مکانوں کا تمام خرچ احمدی جماعت کی عورتیں ادا کریں۔ پچاس ہزار روپیہ گوایک بڑی رقم ہے اور بظاہرعورتوں کے لئے اس کا جمع کر لینا ایک مشکل امر نظر آتا ہے مگر ایمان اور اخلاص انسان سے سب کچھ کروالیتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے سلسلہ کی بعض عورتیں اخلاص میں مردوں سے کم نہیں بلکہ بعض مردوں سے بعض عورتیں اخلاص میں بڑھ کر ہیں۔ پس جب کہ مرد کئی رنگ میں سلسلہ کی خدمت کررہے ہیں، کیا عورتیں اس خدمت کو نہ بجا لاویں گی۔ میرے نزدیک اگر اس کام کو صرف عورتیں ہی مل کر پورا کریں تو یہ سلسلہ کی بہترین خدمات میں سے ایک خدمت شمار ہوگی اور آئندہ آنے والی نسلیں ہماری عورتوں کی سعی اور ان کی ہمت کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کوتازہ کریں گی اوران کے دلوں سے بے اختیار ان کے لئے دعا نکلے گی جو ہمیشہ کے لئے موت کے بعد کی زندگی میں ان کے درجوں کی ترقی کا موجب ہوتی رہے گی۔ میرا دل اس جذبہ محبت اور حیرت کا اندازہ لگانے سے قاصر ہے جو بعد میں آنے والے مالدار اور صاحب ثروت لوگوں کے دلوں میں اس مسجد کودیکھ کر پیدا ہوگا جس کے دروازہ پر لکھا ہوگا کہ یہ مسجد جرمن کے نومسلم بھائیوں کے استعمال کے لئے احمدیہ جماعت کی عورتوں نے بنائی ہے۔

وہ ایک طرف تو جماعت کی موجودہ غربت اور مسکینی کا حال پڑھیں گے۔دوسری طرف عورتوں کی اس شان دار خدمت کو دیکھیں گے تو ان کے نفس ان کے دل کے کانوں میں اس طرح سرگوشیاں کریں گے کہ یہ حال جب تمہاری غریب بہنوں کی قربانیوں کا ہے تو اے مالدار لوگو! تم کوخدا اوراس سلسلہ کی خدمت کے لئے کس قسم کی قربانی کرنی چاہیے؟

میں اس غریب اور مسکین کے دلی جذبات کا اندازہ کرنے سے قاصر ہوں جو برلن کی گلیوں میں احمدی جماعت کی شان وشوکت کے زمانہ میں اس امر پرغور کرتا ہوا گزر رہا ہوگا کہ میں اپنی اس کمزوری اور تنگدستی کی حالت میں دین اور سلسلہ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں اوران لوگوں کے مقابلہ میں جو بڑے بڑے مالدار ہیں۔ میری خدمات کیا حقیقت رکھتی ہیں، جب کہ اچانک اس کے سامنے ہماری عورتوں کی یہ شاندار خدمت ایک رحمت کے فرشتہ کی شکل میں آکھڑی ہوگی، اس کا دل دھڑکنے لگے گا اور اس کے چہرہ کا رنگ سرخ ہوجائے گا اور وہ اپنے تمام جسم میں ایک ہلکی سی کپکپاہٹ محسوس کرے گا اور وہ بے اختیار ہوکر کہہ اٹھے گا کہ نہیں نہیں خدا نے میرے لئے بھی اپنی رحمت کے دروازے بند نہیں کئے ہیں، اُس باہمت قوم کا ایک فرد ہوں جس کی عورتوں نے اس زمانہ میں جب کہ ہماری قوم دنیا میں سب سے کمزور اور سب سے غریب تھی۔ خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے ہزاروں کوسوں پر آکر یہ مسجد تیار کروائی تھی۔اس کی پرنم آنکھیں اوراس کے پھڑکتے ہوئے ہونٹ اس جذبہ امتنان وولولۂ محبت کا ایک ہلکا سا نشان ہوں گے جو اس ہدایت ورہنمائی کے بدلہ میں احمدی عورتوں کی اس عملی نصیحت سے اسے حاصل ہوگی مگر اس کے احساسات کے عمیق سمندر میں جو حرکات پیدا ہورہی ہوں گی اس کا صحیح اندازہ یا اس ہستی کو ہوگا جو سب رازوں سے واقف ہے۔ یا اس شخص کو جس کا دل مایوسی کی تاریک غار میں امید کے سورج کی شعاعوں کو سانپ کی طرح لہرا لہرا کر آتے ہوئے دیکھے گا اور جس کی جھکی ہوئی کمر اس مسجد کی برقی طاقت سے متاثر ہوکر یکدم سیدھی ہوجائے گی۔

غرض یہ کام جس شان کا ہوگا جو اعلےٰ درجہ کے نتائج اس سے پیدا ہوں گے۔ ان کا صحیح اندازہ بھی ہم اِس وقت نہیں کرسکتے۔ کوتہ بین آنکھ میری اس تحریر کو پڑھ کر حقارت آمیز چمک دکھلائے گی مگر اسے کیا معلوم کہ وہ ولھم اعین لایبصرون بھا کی تہدید کے اثر کے نیچے اپنی حقیقی روشنی کو کھو بیٹھی ہے اوراس کا مالک کوئیں کے مینڈک سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔

میں نے قادیان کی عورتوں میں اس تحریک کو ایک جلسہ کر کے پیش کیا ہے۔اورانہوں نے اسے شوق ومحبت سے قبولیت کے ہاتھوں لیا ہے۔اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اگر دوسرے مقامات کی احمدی بہنیں بھی اپنی قادیانی بہنوں کا سا اخلاص اور جوش دکھائیں گی تو یہ رقم بلکہ اس سے زیادہ بھی تھوڑے ہی عرصہ میں جمع ہوجائے گی۔

قادیان کی عورتوں کا چندہ پہلے ہی جلسہ میں ساڑھے آٹھ ہزار تک پہنچ گیا ہے اور ابھی بڑھ رہا ہے اور غالباً کچھ تعجب نہیں کہ دس ہزار تک پہنچ جائے۔جس اخلاص اور جوش سے انہوں نے چندہ دیا ہے، اس کا اندازہ ان غریب عورتوں کے چندہ سے کیا جاسکتا ہے۔جن کی آمد کا کوئی ذریعہ نہیں، جن کے کمانے والے مرد موجود نہیں۔ جو پیرانہ سالی کے سبب خود بھی کسی محنت ومزدوری کے قابل نہیں۔

ایک پٹھان عورت جو نہایت مسکین ہے اور جو اپنے ملک کے بھیڑیوں کی سی طبیعت رکھنے والے مولویوں کے مظالم سے تنگ آکر قادیان ہجرت کرآئی ہے اور جو بوجہ ضعف کے سوٹا لے کر بمشکل چل سکتی ہے، اس نے دو روپیہ چندہ دیا۔

ایک اور پٹھان عورت جو نہایت ضعیف ہے اور چلتے وقت بالکل پاس پاس قدم رکھ کر چلتی ہے، میرے پاس آئی اور اس نے دو روپیہ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے اور کہا کہ یہ چندہ مسجد کے لئے ہے۔ یہ عورت بالکل غریب ہے اور دو چار مرغیاں اس نے رکھی ہوئی ہیں جن کے انڈے فروخت کر کے وہ اپنی اوپر کی ضروریات کو پورا کرتی ہے اور قریباً ساٹھ ستر سال کی اس کی عمر ہوگی۔اس کی حالت اوراس کا اخلاص پہلے ہی میرے جذبات کوٹھیس لگا رہا تھا کہ اس نے جو باتیں کیں، اس نے بے اختیار میری آنکھوں کو پرنم کر دیا۔اس نے دو روپیہ میرے ہاتھ میں رکھ کر اس خیال سے کہ یہ رقم تو تھوڑی ہے اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں کیونکہ اس کی زبان پشتو ہے اور وہ اردو کے چند الفاظ ہی بول سکتی ہے۔اپنے ایک ایک کپڑے کو ہاتھ لگا کر کہنا شروع کیا، کہ یہ دوپٹہ دفتر کا ہے، یہ کرتہ دفتر کا ہے، یہ پاجامہ دفتر کا ہے، یہ جوتی دفتر کا ہے، مرغی میرے پاس ہے، اس نے بھی اس دفعہ انڈے کم دیئے ہیں یعنی میرے پاس کچھ نہیں۔ میری ہر ایک چیز بیت المال سے مجھے ملی ہے۔اس کا ایک ایک لفظ ایک طرف تو میرے دل پر نشتر کا کام کررہا تھا۔ دوسری طرف میرا دل اس محسن کے احسان کو یاد کر کے جس نے ایک مردہ قوم میں سے ایسی زندہ اور سرسبز روحیں پیدا کردیں۔ شکروامتنان کے جذبات سے لبریز ہو رہا تھا اور میرے اندر سے یہ آواز آرہی تھی، خدا تیرا یہ مسیح کس شان کا تھا جس نے ان پٹھانوں کی جو دوسروں کا مال لوٹ لیا کرتے تھے، اس طرح کا یا پلٹ دی کہ وہ تیرے دین کے لئے اپنے ملک اور اپنے عزیز اور اپنے مال قربان کردینے کو ایک نعمت سمجھتے ہیں۔ایک بیوہ پنجابی عورت نے جس کے پاس کوئی جائداد اور کوئی مال نہیں، اپنے تھوڑے سے زیور میں سے جو گذشتہ ایام کی یاد اس کے پاس تھا، تیس روپیہ کا زیور دے دیا۔اسی طرح ایک اور نے جس کی کل جائداد ڈیڑھ سو روپیہ کے قریب ہوگی، بتیس روپیہ کے قریب کا زیور دے دیا۔

ایک بیوہ عورت نے جس کے پاس کوئی زیور اور مال چندہ میں دینے کے لئے نہ تھا اور جو نہایت استقلال سے کئی یتیم بچوں کو پال رہی ہے۔اپنے برتن ہی چندہ میں دے دئے۔

ایک اور عورت کے اخلاص کا نمونہ اس سے ظاہر ہے۔کہ اس نے اپنا زیور چندہ میں دیدیا اور پھر بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو گھر میں گئی کہ میں بعض برتن لا کر دے دوں۔اس لئے اس کے خاوند نے جب اس سے کہا کہ تو زیور جو دے آئی ہے تو اس نے اسے جواب دیا کہ میرے دل میں اسلام کی مصیبت اور دوسرے مذاہب کی کوششیں جو وہ اس کے خلاف کررہے ہیں۔اس کا حال سُن کر اس قدر جوش پیدا ہورہا ہے کہ اگر خدا اوراس کے دین کے لئے ضرورت پیش آجاوے اور ایسا ممکن ہو تو میں تجھے بھی فروخت کر کے دین کے لِئے چندہ میں دے دوں۔ میں اس کے اس فقرہ کی تعریف نہیں کرتا کیونکہ یہ فقرہ اپنے اصلی معنوں میں لیا جانے کے قابل نہیں ہے مگر میں اس جوش کو پیش کرتا ہوں کہ جس نے ایک غیر تعلیم یافتہ عورت کے جذبہ فدائیت کو ان بھولے الفاظ میں ظاہر کردیا۔

بڑی رقموں میں سے ایک رقم حضرت ام المومنین کی طرف سے پانچ سو روپیہ کی تھی۔ ہماری جائداد کا ایک حصہ فروخت ہوا تھا، اس میں سے ان کا حصہ پانچ سو بنتا تھا، انہوں نے وہ سب کا سب اس چندہ میں دے دیا اور میں جانتا ہوں کہ ان کے پاس یہی نقد مال تھا۔

میری ہمشیرہ عزیزہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ نواب محمد علی خاں صاحب جاگیردار مالیر کوٹلہ نے پہلے پانچ سو لکھوایا۔ پھر تقریر کے بعد ایک ہزار روپیہ کردیا۔ دوسری ہمشیرہ عزیزہ امتہ الحفیظ بیگم اہلیہ عزیزم میاں عبداللہ خاں صاحب نے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا۔ اہلیہ برادر عزیز مرزا شریف احمد صاحب نے تین سو روپیہ اور اہلیہ صاحبہ اخی المکرم خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک سو روپیہ۔

Vol. 23 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 04
Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M,
Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

ڈاکٹر فضل الدین صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے دوسو روپیہ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب اوورسیئر کی اہلیہ نے دوسو روپیہ۔ اہلیہ صاحبہ ودختران شیخ یعقوب علی صاحب نے اڑھائی سو روپیہ کے قریب۔ قاضی سید امیر حسین صاحب کی اہلیہ نے ایک سو روپیہ اور ملک محمد حسن صاحب بٹ کی اہلیہ نے ایک سو روپیہ۔ میاں احمد الدین صاحب زرگر کی اہلیہ نے ایک سو روپیہ اور عزیزہ حامدہ بیگم صاحبہ دختر استاذی المکرم پیر منظور محمد صاحب ایک سوبیس روپیہ۔ اہلیہ برادر عزیز مرزا گل محمد صاحب نے ایک سو روپیہ۔ اہلیہ صاحب میر محمد اسحٰق صاحب نے پچاس روپیہ۔ اور اہلیہ صاحب مولوی غلام احمد صاحب طالب علم مبلغ کلاس نے پچاس روپیہ اور اہلیہ شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی ایک سو روپیہ اہلیہ ذوالفقار علی خاں صاحب ایک سو روپیہ۔ اہلیہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی دو پہنچیاں طلائی ایک سو پچاس روپیہ۔ اہلیہ حضرت خلیفہ اوّل ایک سو روپیہ۔ اہلیہ مستری اللہ بخش صاحب ایک سو روپیہ۔ اہلیہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب گلوبند طلائی۔ اہلیہ ولی اللہ شاہ صاحب کان پھول طلائی۔ اہلیہ ماسٹر محمد طفیل صاحب ایک سو روپیہ اور بہت سی رقوم ہیں۔ مگر وہ بعد میں تفصیلاً سب شائع ہوجائیں گی اس وقت میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

میں نے اپنی بیویوں کا چندہ پہلے نہیں لکھا کیونکہ میں سمجھتا ہوں وہ ایک حد تک میری ذمہ داریوں میں شریک ہیں۔ مگر اس کو بالکل نظر انداز نہیں کرسکتا تا کہ بعض بدظنی کرنے والوں کے لئے یہ بات ٹھوکر کا موجب نہ ہو۔ میری بڑی بیوی والدہ عزیز ناصر احمد صاحب نے دوسو روپیہ دیا ہے۔ میں اس جگہ یہ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ جب اخبار الفضل میں نے جاری کیا ہے تو اس وقت میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ کچھ روپیہ اخی المکرم نواب محمد علی خاں صاحب نے اس کے لئے دیا تھا، کچھ حضرت ام المومنین صاحبہ نے کچھ اور روپیہ کی ضرورت تھی جس کے لِئے میں نے والدہ ناصر احمد صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے بہ خوشی اپنے کڑے اور ہماری چھوٹی لڑکی کے کڑے جو دونوں زیور ان کو ان کی والدہ کی طرف سے ملے تھے، بطور قرض دے دیئے جنہیں فروخت کر کے پانچ سو روپیہ الفضل میں لگا دیا۔ یہ وہی روپیہ ہے جس کی نسبت پیغام بلڈنگز سے شایع ہونے والے رسالہ اظہار الحق میں لکھا گیا تھا کہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور کا روپیہ میں کھا گیا اور اسے اخبار میں لگا دیا۔ شیخ صاحب نے ایک ہنڈی احتیاطاً مکہ مکرمہ کے ایک تاجر کے نام مجھے دی تھی جس کا روپیہ واپسی کے کچھ عرصہ بعد بنک سے روپیہ واپس آنے پر میں نے عصر کی نماز کے وقت جب کہ وہ قادیان میں آئے ہوئے تھے مسجد مبارک میں ان کو واپس دے دیا تھا۔ افسوس ہے کہ اظہار حق میں شائع ہونے والے غلط الزام کی تردید انہوں نے اب تک نہیں کی۔ ایک سو روپیہ تو اس قرض کا میں نے پہلے ادا کر دیا تھا۔ باقی چارسو روپیہ ڈیڑھ سال ہوا ادا کرنے کی توفیق مل گئی اور اس روپیہ میں سے نصف یعنی دوسو روپیہ کو انہوں نے اپنی وصیت کا حصہ ادا کرنے کے لئے الگ کر دیا اور نصف اس چندہ میں دے دیا۔

میری منجھلی بیوی نے ایک سو روپیہ چندہ دیا اور چھوٹی بیوی نے ایک گلوبند جو ایک سو چھتیس روپیہ کا بکا ہے اور چودہ روپیہ نقد کل ڈیڑھ سو روپیہ۔ لڑکیوں کا چندہ ملا کر کل چھ سو روپیہ ہوگیا۔ جو لوگ واقعات پر سے آنکھیں بند کر کے گزر جانے کے عادی ہیں وہ شاید اس رقم کو قلیل سمجھیں مگر میں جو ان کی حالت سے واقف ہوں۔ جانتا ہوں کہ انہوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیا ہے اور وہ اخلاص میں کسی سے کم نہیں ثابت ہوئیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ درحقیقت مجھے کبھی اس امر پر افسوس نہیں ہوا کہ میں نے کیوں اپنی بیویوں کو ان کی ضروریات زندگی کے علاوہ کچھ نہ دیا۔ سوائے اس موقعہ کے کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ وہ زیادہ دینے کی خواہشمند تھیں مگر وہ اپنی خواہشات کو پورا نہیں کرسکتی تھیں۔

قادیان کی احمدی خواتین کی اس کوشش اور اخلاص کا اظہار کر کے جو انہوں نے احمدیہ مسجد برلن کے لئے دکھائی ہے۔ اپنی دوسری بہنوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ بھی اس اخلاص سے اس کام کے لئے چندہ دیں گی تبھی جا کر یہ کام ہوگا۔ اگر قادیان کی عورتیں بقیہ ساری رقم میں سے قریباً پانچواں حصہ دے سکتی ہیں تو باہر کی عورتیں بقیہ چار حصہ کیوں ادا نہیں کرسکتیں۔ یقیناً وہ اگر قادیان کی عورتوں سے چوتھا حصہ بھی اخلاص دکھائیں تو اس رقم کو آسانی سے ادا کرسکتی ہیں۔ صرف ضرورت اخلاص اور انتظام کی ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ باہر کی بہت سے احمدی خواتین اخلاص میں قادیان کی عورتوں سے ہرگز کم نہیں۔ چنانچہ ایک نمونہ میں اہلیہ صاحبہ کپتان عبدالکریم صاحب کا پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس کام کے لئے قریباً ایک ہزار روپیہ کا زیور اور کپڑے دے دیئے ہیں۔ جو اخلاص اس خاتون نے دکھایا ہے۔ اگر یہی اخلاص دوسری بہنیں دکھائیں تو اس چندہ کو لاہور سے آگے جانے کی نوبت نہ آوے کہ پورا ہوجائے۔ مگر نہ سب کا اخلاص برابر ہوسکتا ہے، نہ سب کے حالات یکساں ہوسکتے ہیں اور نہ ایک بہن کے اس کام کو پورا کر دینے سے باقی بہنوں کی ذمہ داری ادا ہوسکتی ہے۔ یا ان کا اور اخلاص اپنے پورا ہونے کا راستہ تلاش کرسکتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہر جگہ کی احمدی عورتیں اس چندہ میں اس جوش سے حصہ لیں کہ گویا اسی شہر یا اسی گاؤں کی عورتوں نے اس پچاس ہزار کی رقم کو پورا کرنا ہے۔ جب تک اس اخلاص سے کام نہ ہوگا۔ یہ رقم ہرگز پوری نہ ہوسکے گی۔ کیونکہ وہ کام کبھی نہیں ہوا کرتے جن کے کرنے والے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ہمارے سوا اور بھی تو کرنے والے ہیں۔ پس چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک یہ سمجھے کہ یہ پچاس ہزار کی رقم اُسی نے پوری کرنی ہے اور اس مسجد کی تعمیر اسی کا واحد فرض ہے۔ جب اس ارادہ اور اس نیت سے کھڑی ہوگی تو یقیناً تم کامیاب ہوگی اور دین و دنیا میں فلاح کا نمونہ دیکھوگی۔

اے بہنو! خدمت کے موقعے روز روز نہیں ملتے اور نہ ایمان کے اظہار کی خوش کن گھڑیاں جلد جلد میسر آتی ہیں یہ محدود زندگی ایک نہ ختم ہونے والی زندگی کے لئے سامان جمع کرنے کے لئے ہمیں ملی ہیں۔ پس اُس دن کے لئے جب نہ بھائی نہ ماں نہ خاوند نہ اولاد نہ دیگر رشتہ دار نہ مال کام آئے گا۔ کچھ حاصل کرلو اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے عملی طور پر شکر گزاری کا اظہار کرلو کہ یہ وقت غنیمت اور یہ ساعت نعمت ہے۔

مسجد لندن کے چندہ کے وقت بٹالہ امرتسر اور لاہور کے احباب نے قادیان کی جماعت کے اخلاص کو دیکھ کر تیس ہزار کی رقم جس کے لئے اوّل اعلان کیا گیا تھا، اسے لاہور تک ہی پورا کر دیا تھا۔ کیا ان شہروں کی مخلص بہنیں اپنے مردوں کے نمونہ کی اتباع کر کے نہ دکھائیں گی۔ کیا لاہور کے مردوں کی طرح جنہوں نے قادیان کے چندہ کے برابر مسجد لندن میں دیا تھا۔ لاہور کی احمدی خواتین اپنی قادیان کی بہنوں کے برابر چندہ دینے کی کوشش نہیں کریں گی۔

عورت کا اپنے زیورات سے جدا ہونا ایک مشکل امر ہے۔ مگر یاد رہے کہ ہمیشہ با آرام زندگی اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

فیروز پور کی عورتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کے مرد خدمت دین کا ایک خاص جوش رکھتے ہیں اور وہ معمولی حیثیت رکھتے ہوئے اپنے مجموعی کام کی وجہ سے بڑی جماعتوں سے چندہ میں بڑھ جاتے ہیں۔ پس ان کے گھروں میں ایک ایک مثال موجود ہے اور اپنے گھر کے واعظ سے زیادہ کسی کے لئے اور کیا واعظ ہوگا۔

مجھے خوشی ہے کہ ہماری سرگودھا کی بہنوں نے اس چندہ میں الحکم کی تحریک سے متاثر ہو کر پیش قدمی کی ہے۔ میں ان کے اخلاص کی قدر کرتا ہوں۔ مگر میں ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہوں نے پہلے جو چندہ دیا ہے، اُس وقت دیا ہے جب کہ ان کو اس تحریک کی اہمیت معلوم نہ تھی اور میں امید کرتا ہوں کہ اب وہ اس ضرورت کے مطابق اپنے اخلاص کا اظہار کریں گی۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے مرد سال میں چھ سات ہزار روپیہ چندہ دیتے ہیں۔ کیا وہ سالوں میں ایک دفعہ ان کے سال کے چندہ کے برابر چندہ نہیں دیں گی۔ وہ اس امر کو نظر انداز نہ کریں کہ ان کے دو چکوں کے چندہ سے بڑھ کر بعض بے کس بیوہ عورتوں نے چندہ دیا ہے۔ جن کا کوئی کمانے والا تھا نہ کوئی آمدن کی صورت تھی۔ ان کو مکرمی چوہدری حاکم علی صاحب کی اہلیہ کی مثال اپنے پیش نظر رکھنی چاہیے جنہوں نے ایک سو روپیہ چندہ دیا ہے اور چونکہ چوہدری صاحب کی دو بیویاں ہیں، اس لِئے یہ آدھا چندہ سمجھنا چاہیے۔ چوہدری صاحب کے دو مربعہ ہیں۔ پس اس حساب کو مدنظر رکھ کر اگر ہماری سرگودھا کی بہنیں چندہ دیں تو وہ بہت کچھ کر کے دکھا سکتی ہیں۔

میں سیالکوٹ، جالندھر، ہوشیارپور، لدھیانہ، راولپنڈی، جہلم، گوجرات، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، کیمل پور، لائل پور، جھنگ، ملتان، ڈیرہ اسمٰعیل خان، ڈیرہ غازی خاں، شملہ، دہلی و دیگر اضلاع اور ریاست ہائے پٹیالہ۔ کپورتھلہ۔ مالیر کوٹلہ۔ جموں۔ کشمیر۔ جیند۔ نابھہ کی بہنوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اسی طرح یوپی، بہار، بنگال، سندھ۔ بمبئی۔ حیدرآباد۔ مدراس۔ صوبہ جات سرحدی کی احمدی بہنوں کے اخلاص سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس رقم کو تین ماہ کے اندر پورا کر دینے کی پوری کوشش کریں گی۔ میں ہندوستان سے باہر کی احمدی خواتین سے بھی امید کرتا ہوں کہ وہ اس کام میں ہندوستانی بہنوں سے پیچھے نہیں رہیں گی اور مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ۔ یوگنڈا۔ امریکہ۔ انگلستان۔ سیلون۔ ماریشش اور دیگر بلاد کی احمدی خواتین کے اخلاص پر مجھے کامل یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بہنوں کے کام اور اخلاص میں برکت دے اور اپنی بیش ازبیش برکات سے متمتع فرمائے، وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔ [1]

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح)

(باقی آئندہ)

[1] رسالہ احمدی خاتون ماہ فروری 1923ء صفحہ 14 تا 17